



کشف حقائق و اسرار و دقائق

۱۳۰۸ھ

ظاہر کرنا حقیقتوں، رازوں اور باریک باتوں کو

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

کشف حقائق و اسرار و دقائق

(ظاہر کرنا حقیقتوں، رازوں اور باریک باتوں کو)

۳۱۵ مسئلہ از پروردہ ہادہ نواب صاحب مسئلہ حضرت نواب سید نور الحسن خاں بہادر
۲۵ شعبان ۱۳۰۸ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين ومحبي
اله وصحبه واوليائه وعلماؤ ملتہ وعلينا معهم اجمعين۔

امّا بعد

یہ جواب ہے تصوف سے متعلق کچھ جتنے پیر اشعار کا۔
ان کے ارشاد کے مطابق جس کی فرمانبرداری لازم ہے
یعنی بلند و عظیم درجات و مناقب کے مالک محترم پیر
سید نور الدین حسین خاں بہادر رئیس عظیم پروردہ، اللہ تعالیٰ
ان کی خوش بخشی کو ہمیشہ رکھے اور ان کی بزرگی کو دنیا کر دے
عام اردو زبان میں کہ مطالب سنی سے حاصل ہوں جو مطابق ہے

ایں پاسخ اشعار وقت اشعار تصوف اشعار
حسب الارشاد لازم الاتقیاء حضرت عظیم الدرجہ
جناب صاحب والا مناقب نواب سید نور الدین
حسین خاں بہادر رئیس اعظم پروردہ ادام اللہ
تعالیٰ اقبالہم وضاہتہ اجلالہم۔ بزبان عام
اردو و مطالب سہل الحصول مطابق عقائد

اہل حق کے ساتھ اور موافق ہے عقول و افہام کے یہ جواب
 بانس بریلی ہندستان میں بروز پیر ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۰۸ھ کو
 اس فقیر فقیر ذرہ بمقدار عبد المصطفیٰ احمد صاحب گھری کی برکاتی
 آلی رسولی (اللہ اسکی مغفرت فرمائے اور اس کی امید
 برآری فرمائے) کے قلم سے پونجی کی قلت اور فن میں
 عدم مہارت کے باوجود صرف ایک گھنٹے میں معرض
 تحریر میں آیا۔ یہ ان کے نور باطن کی مدد سے ہوا جو
 روشن نور عالمی واصلین کے علاوہ کالمین میں عذرا طریقت
 کے سمندر و حقیقت کے پائند ہیں یعنی ہمارے مزار ہمارے
 آقا ہمارے شیخ حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری
 ملقب بر میاں صاحب قسبہ مارہروی
 اللہ تعالیٰ ان کے معنوی اور صوری فیض کو ہمیشہ
 رکھے۔

اہل حق و مدارک افہام و عقول بتاریخ بست و
 پنجم شعبان المعظم روز جہاں افروز دو شنبہ
 ششم حجریہ قدسیہ علی صاحبہا افضل الصلا
 والرحمۃ در بانس بریلی ملک ہند بخت نامہ خام
 نگار فقیر ذلیل ذرہ بمقدار عبد المصطفیٰ احمد رضا
 محمدی شتی برکاتی آل رسولی غفر اللہ لہ وحق المہ
 باد صفت قلت بضاعت و جہل صناعت بامداد نور
 باطن حضور لامع النور سلالۃ الواصلین نقاۃ
 الکالمین بحر طریقت بدر حقیقت حضرت سیدنا
 و مولانا و شیخنا حضرت سید شاہ ابوالحسن
 نوری الملقب بر میاں صاحب قبلہ مارہری ادامہ
 فیضہم المعنوی و الصوری و رسالت واحدہ
 ریختہ شد عطر

اگر قبول ہو جائے تو کیا ہی عجز اور شرف (ت)

مگر قبول افتد زہے عز و شرف

سب پر اور مشائخ میرا سوال ہو

صورت جلال کیا ہے اور کیا جمال ہو

شعر اول :

الجواب : اللہ جل و علا رحیم بھی ہے اور قہار بھی ہے رحمت شان جمال ہے اور قہر شان جلال۔ دوستوں
 کو انواع نعمت سے نوازنا ان کے لئے بہشت اور اس کی خوبیاں آراستہ فرمانا انہیں اپنی رضا و
 دیدار سے بہرہ مندی بخشنا تجلی شان جمال ہے۔ دشمنوں کو اقسام عذاب کی سزا دینا ان کے لئے دوزخ
 اور اس کی سختیاں مینا فرمانا انہیں اپنے غضب و جناب میں مبتلا کرنا تجلی شان جلال ہے۔ پھر دنیا میں
 جو کچھ نعمت و نعمت و راحت و آفت ہے انہیں دونوں شانوں کی تجلی سے ہے۔ کبھی یہ شانیں
 ایک دوسرے کے لباس میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ مثلاً دنیا میں اپنے محبوبوں کے لئے بلا بھیجتا کہ
 اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل تمام لوگوں سے بڑھ کر تکلیفیں نبیوں پر آئیں پھر
 فالامثل لہ ان سے کم درجہ والوں پر پھر ان سے کم درجہ والوں پر (ت)

بظاہر شانِ جلال ہے اور حقیقتہً شانِ جمال کہ اس کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں پاتے ہیں، قال اللہ تعالیٰ:

لَا تَحْصُوهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ اُسے اپنے لئے بڑا نفع ہو بلکہ وہ تمہارے حق میں لکم لہ

کفار کو کثرت مال وغیرہ دنیا کی راحتیں دینا بظاہر شانِ جمال ہے اور درحقیقت شانِ جلال ہے کہ اس کے سبب وہ اپنی غفلت و گمراہی کے نشے میں پڑے رہتے ہیں اور ہدایت کی توفیق نہیں پاتے قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا يَحْصِبُنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَانَّمَا نُمَلِّ لَهُمْ خَيْرٌ لَّا نُنْفِسُهُمْ اِنَّمَا نُمَلِّ لَهُمْ لِيَزدَادُوا اَثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ لہم کافر کا خیال کر یہ ڈھیل جو ہم انہیں دے رہے ہیں کچھ اُن کے لئے بھلی ہے یہ ڈھیل تو ہم اس لئے دیتے ہیں کہ وہ اور گناہ میں پڑیں اللہ ان کے لئے ذلت کی مار ہے۔

تجلی جمال کے آثار سے لطافت و نرمی و راحت و سکون و نشاط و انبساط ہے جب یہ قلبِ عارف پر واقع ہوتی ہے دل خود بخود ایسا کھل جاتا ہے جیسے شیشی نسیم سے تازی کلیاں یا بہار کے مینہ سے درختوں کی پھیاں اور تجلی جلال کے آثار سے قہر و گرمی و خوف و تعب جب اس کا ورود ہوتا ہے قلب بے اختیار مر جھا جاتا ہے بلکہ بدن گھٹنے لگتا ہے بلکہ اگر طاقت سے زیادہ واقع ہوتی ہے فنا کر دیتی ہے۔ انہیں دونوں تجلیوں کا اثر تھا کہ ایک روز وعظ میں برسرِ منبر حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم قلبِ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ حضور کا جسم اقدس سمٹ کر ایک چڑیا کے برابر ہو گیا اور اسی وقت یہ بھی مشاہدہ ہوا کہ تن مبارک پھیل کر ایک بُرج کی شکل ہو گیا اور دیکھا گیا کہ حضور (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) منبر سے گرنے لگے یہاں تک کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ اقدس کے سہارے روک لیا یہ وہ عظیم تجلی تھی جس کا تحمل بے قوت نبوت ناممکن تھا لہذا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوتِ مصطفویہ سے مدد فرما کر اس کا تحمل کر دیا اسی شانِ جلال کا اثر ہے جو حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک مرید پر حضور کے پیچھے نماز میں واقع ہوئی کہ سجدہ میں

جاتے ہی جسم ٹھنکے لگا گوشت پوست، استخوان سب فنا ہو گیا صرف ایک قطرہ آب باقی رہا۔ حضرت خثیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد نماز رُوتی کے پارہ میں اٹھا کر دفن کر دیا اور فرمایا سبحان اللہ ایک تعبیل میں ساعت قیامت ہے یہ آسمان و زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے سب کو فنا کر دے گی اسی لئے ہاری عز وجل اس دن یوں ارشاد فرمائے گا، لعن الملک الیوم کل تک سب کہتے تھے یہ ملک میری ہے یہ ملک میرا ہے آج بتاؤ کس کی بادشاہی ہے۔ پھر خود ہی فرمائے گا اللہ الواحد القہار ایک اللہ قہر والے کی۔ اُس وقت باسم قہار اپنا وصف بیان فرمائے گا کہ وہ تجلی شان قہر کی ہو گی وحیہنا اللہ۔

شعر دوم: خاک بدن مقید کیونکر جمال حق کا
مطلق کی شان کیا ہے اس کی مثال دلو

الجواب: اس کی ایک ظاہری مثال یوں کہیں چاہئے کہ جیسے آفتاب کا نور اپنی ذات میں ایک ہے، اس میں صورتوں کا اختلاف ہے نہ قوت و ضعف کا فرق ہے، نہ جدا جدا رنگ ہیں، نہ متعدد دام ہیں، وہی نور واحد پہلی شب کے چاند پر پڑا اور یہاں یہ صورت پیدا کی کہ اس کا نام ہلال ہوا، پھر ہر روز نئی صورت اور زیادہ ترقی و قوت ہوتی رہی، شب چہارہ ہم اسی نور سے بدر کی صورت پیدا ہوتی، پھر اس میں ضعف آتا گیا یہاں تک کہ فنا ہو گیا۔ وہی نور واحد آئینہ مصفا پر پڑے تو کیسی جھلک دیتا، کہ نگاہ خیرہ و حیران اور دیواروں پر عکس نمایاں ہوا اور صفائی آئینہ میں کی ہے تو نور میں کی اور زمین پر پڑنے میں وہ بات کوسوں نہیں کولوں وغیرہ سیاہ بے تابش چیزوں میں ایک ظہور کے سوا اور کچھ اثر نہیں ہوتا وہی ایک نور ہے کہ جب قریب آتی بجانب شرق سے طوفانی شکل پر چمکتا ہے اُس کا صبح اول نام رکھتے ہیں پھر جب پھیلتا ہے وہی صبح صادق ہوتی ہے پھر جب سُرخ ہوتا ہے وہی شفق ہے جب دن نکل آتا ہے وہی صوب ہے یہ یونہی بعد غروب اس کے ظہور کے تفاوت ہیں تو دیکھو ایک آفتاب کی تجلی اور اتنے اختلاف، اور ہر حالت کے اعتبار سے اس کے جہاں نام ہیں اور جہاں اوصاف، بالائیں ہم وہ نور اپنی ذات میں ایک ہے، اس میں کوئی تغیر نہیں، نہ وہ صبح اول کے وقت طویل ہو گیا تھا نہ صبح ثانی کے وقت چوڑا، نہ شفق کے وقت اس نے لباس سُرخ پہنا نہ دن نکلے زرد یا سفید، نہ ہلال پر چمکتے وقت کمان ہو گیا تھا نہ بدر پر پڑتے شکل دائرہ، نہ آئینہ پر چمکتے وقت قوت پانی تھی نہ زمین پر آتے ہوئے ضعف،

مگر یہ سب اختلاف تغیر مظاہر میں ہیں جن کے باعث اُنس شے واحد کی اتنی تعبیری اور اس قدر حالتیں ہو گئیں۔ پس یہی مثال نور مطلق ذات باری عزوجل کی کھینچا چاہئے کہ واحد حقیقی ہے تغیر و اختلاف کو اصلاً اُس کے سر پر وہ عزت کے گرد بار نہیں پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں بے شمار نام بے حساب آثار پیدا ہیں جنہیں ہم عالم نام رکھتے ہیں یہ ظاہری تقسیم کے لئے ایک بہت ناقص و ناکارہ و ناتمام مثال ہے واللہ العجل الاعلیٰ (اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے۔ ت) اس سے زائد بیان سے باہر اور مرتبہ عقل سے ورار ہے۔ تاکہ انجشند و بکر روزی دارند (یہاں تک کہ کس کو بخشیں گے اور کس کو روزی دیں گے۔ ت)

شعر سوم: مخفی میں کیونکہ تھوڑے بستی میں کسی طرح تھا
پھر روح کیوں ہو اسے دل کا خصال بولو

الجواب: وہ نور پاک اپنی ذات میں نہایت ظہور پر ظاہر ہے اور اپنے بے نہایت ظہور کے سبب باطن کہ نور جس قدر تابندہ تر ہوگا نظر اس پر کام کم کرے گی جب نور احدیت کی تابش غیر محدود ہے چشم جسم و چشم عقل دونوں وہاں تابنا ہیں تو وہ اپنے کمال ظہور کے سبب کمال خفا و بطون میں ہے پھر اپنے مظاہر و تجلیات میں تو اُس کا ظہور ذی عقل پر ظاہر ہے اور اُسی نور کے متعدد پر توں نے روح و قلب وغیرہ وغیرہ بے حساب نام پائے ہیں جس طرح ہم ابھی مثال میں واضح کر آئے قلب و روح کی معرفت بے معرفت الہی نہیں ہوتی۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه، جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا جس نے اپنے نفس کو پہچانا یا اس کی زبان بند ہو گئی۔
ماہ افقوں سے فقط آنا ارشاد ہوا: قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا۔
تو فرما روح میرے رب کے امر سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

۱۶/۶ القرآن

۱۷ کشف الخفاء حدیث ۲۵۳۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۲/۲
۱۸ ۲۵۳۱
۱۹ القرآن الکریم ۸۵/۱۷

عالم دہیں : عالم امر و عالم خلق ۔

الاله الخلق والامر تبارک الله سب
العلمین
میں لو اسی کے ہاتھ سے پیدا کرتا اور حکم دیتا
بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا۔

عالم خلق وہ چیزیں جو مادہ سے پیدا ہوتی ہیں جیسے انسان، حیوان، نباتات، جمادات، زمین، آسمان
وغیرہ کہ لطف و حکم و عناصر سے بنے۔ اور عالم امر وہ جو صرف امر کئی سے بنا اس کے لئے کوئی مادہ نہیں جیسے
ملائکہ و ارواح و عرش و عزم و جنت و نار وغیرہ۔ تو فرمایا روح عالم امر سے ایک چیز ہے، عقل کا حصہ
اسی قدر ہے، آگے اس کی ماہیت اکابر اہل باطن جانتے ہیں۔ سبحان اللہ! آدمی خود اسی روح کا نام
ہے اور یہ اپنے ہی نفس کے جاننے میں اس قدر ناکام ہے

تنت زندہ بجاں حساب نہانی تو از جاں زندہ و جاں راندانی
(تیرا بدن محض جان کی وجہ سے زندہ ہے، تو جان کے سبب زندہ ہے اور جان کو
نہیں جانتا ہے۔ ت)

اور سرور و خلق و روح و قلب لطائف حضرات نقشبندیہ قدست اسرار ہم سے ہیں جن میں تجلیات حق کے
رنگارنگ ذوق کا ادراک کا رعباں ہے نہ کار بیان

ذوق ایسے شناسی بحسب امانہ چشی
اللہ کی قسم تو اس شریک مزہ نہیں پہچان سکتا جب تک اسے چمک نہ لے۔ سہا
شعر چہارم :
اربع عناصر یوں نکلے کہو کہاں سے
مرتاسو کون اس میں کس کو وصال بولو

الجواب : نور احدیت کے پر تو سے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنا اور اس کے پر تو سے تمام
عالم ظاہر ہوا، اول پانی پیدا ہوا، پھر اس میں دھواں اُٹھا اس سے آسمان بنا، پھر پانی کا ایک حصہ منجمد
ہو کر زمین ہو گیا اسے خالق عز و جل نے پھیکا کر سات پر ت کر دیا پھر اسی طرح آسمان کے سات طبقے کئے،
یونہی پانی سے آگ بنی، ممکن ہے کہ پانی کسی قسم کی حرارت پاکر ہوا ہوا ہو اور ہوا گرم ہو کر آگ یا جس طرح
مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے چاہا، غرض پانی مادہ تمام مخلوقات کا ہے۔ امام احمد و ابن جبار و حکیم کی

حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کل شئ خلق من الماء ہر چیز پانی سے بنی ہے۔ موت بدن کے لئے ہے جس کے معنی روح کا اس سے جدا ہو جانا۔ روح پہلے نہ تھی جب بنی تو پھر اس کے لئے فنا نہیں، یہی مذہب اہلسنت کا ہے۔ ولہذا بعد مرگ مع دہر، علم و فہم وغیرہ تمام افعال کہ حقیقتہً روح کے تھے برقرار رہتے ہیں بلکہ اور زیادہ ترقی پاتے ہیں جن کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک پرند قفس میں محبوس ہے اس کی پرافشانی اسی پنجرے کے لائن ہوگی جب اسے نکال دیئے تو اس کی پروازیں دیکھئے۔ فقیر نے اپنی کتاب ”حیات الاموات فی بیان سماع الاموات“ میں اس مسئلہ کو بحمد اللہ تعالیٰ نہایت شریح و مبسط طے ثابت کیا ہے یہ روح اپنے معدن اصلی سے غریب الوطن ہو کر قفس بدن میں محکم الہی ایک مدت معین تک محبوس ہے جب وقت آئے گا اپنی اصل کی طرف رجوع کرے گی یناتھا النفس المطمئنة ۵ ارجعی الہ ربک ساضیة مرضیة (اے الطینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہوئیوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ ت) اس کا نام وصال ہے۔ ت)

شعر چہم : اول ہے روح علوی دوسری کا نام سفلی

ایک دفع دو صفت کیوں پکڑا کمال بولا

الجواب : اس شعر کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ روح مجرد ہے یعنی جسم اور جسم کی سبب آلاتوں سے پاک و منزہ، یہ صفت اس کی علوی ہے، پھر وہی روح اس جسم پر عاشق اور اس سے متعلق اور حیات دنیوی میں اس کی عادی کام اس جسم کے آلات پر موقوف، یہ صفت اس کی سفلی ہے مگر اس بلندی سے اس تنزل میں آنے کے بعد ہی وہ اپنے کمالات کو پہنچتی ہے قلنا اھبطوا منہا (ہم نے فرمایا تم جنت سے اتر جاؤ۔ ت) آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے باعث ہزاراں برکات و خیرات ہوا۔

دوسرے یہ کہ انسان میں صفت ملکوتی و صفت بہیمی و صفت شیطانی سب جمع ہیں، اگر صفت ملکوتی پر عمل کرے ملک سے بہتر ہو اور اگر دوسری صفت کی طرف گرسے بہائم سے بدتر ہو۔

۱۵۶/۶ موسیٰ الرسالہ بیروت حدیث ۱۵۲۱۰

۱۵ القرآن الکریم ۲۸۹۲۴/۸۹

۱۵ القرآن الکریم ۳۸/۲

قال الله تعالى عبدی المؤمن احب الی من بعض ملئکتی یه
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ مومن مجھے اپنے بعض ملائکہ سے زیادہ پیارا ہے ۔

اور کفار کے حق میں فرمایا :

اولئک کالانعام بل هم اضل یه
 وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بیکے ہوئے ۔

اور اُس کا کمال انہیں دو صفت کے اجتماع سے کہ جب وہ باوجود موانع کہ صفت بھی اسے شہوات کی طرف بلاتی ہے اور صفت شیطانی خیرات سے روکتی ہے پھر ان کا کہنا نہ مانے اور اپنے رب کی عبادت و طاعت میں مصروف ہو تو اس کی بندگی نے وہ کمال پایا جو عبادت ملائکہ کو حاصل نہیں کہ ملائکہ بے مانع و بے مزاحم مصروف عبادت میں اور یہ ہزار جالوں میں پھنسا ہوا ان سب سے بچ کر بندگی بجالاتا ہے ۔

فرشتہ گر پر بینہ جو ہر دو

دگر وہ سجدہ آرد بر در تو

(فرشتہ اگر تیرے جوہر کو دیکھ لے تو پھر تیرے در پر سجدہ

کرتے ۔ ت)

دکھتا ہے جو کھائی آنکھوں سے سب فنا ہے

دکھتا ہے کس نظر سے وہ جگ اُجال بولو

الجواب : ظاہر ہے یہ کہ آنکھیں فانی ہیں اور فانی باقی کو نہیں دیکھ سکتا ۔ لہذا دنیا میں دیدار الہی سوا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی نبی مقرب کو بھی نصیب نہ ہوا ہاں چشم روح باقی ہے ہم ابھی ذکر کر آئے کہ روح کے لئے تو ادلیا نظر دل سے اُس جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتے ہیں اور روز حشر وہ آنکھیں ملیں گی جنہیں پھر کبھی موت و فنا نہیں تو اس دی چشم جسم سے بھی سلطان دیدار الہی تبارک و تعالیٰ سے مشرف ہوں گے ۔ اللہم ارزقنا آمین !

ہر چیز ذات حق سے معزول ہے و لیکن
ملتا ہے کس محل میں ابرو و بلال برون

الجواب: اس کا جواب وہ ہے کہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فروی ہوا انھوں نے اپنے رب
عز وجل سے عرض کی: الہی! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: عند المنکسرة قلوبہم لاجلک
اُن کے پاس جن کے دل میرے لئے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ایک شخص حضرت سیدنا یزید بسطامی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا انھوں نے بل گھٹنے نیچے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور انھوں
سے آنسوؤں کی جگہ خون رواں ہے، عرض کی حضرت! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: میں ایک قدم میں یہاں
سے عرش تک گیا عرش کو دیکھا کہ رب عز وجل کی طلب میں پیاسے بھیرے کی طرح منہ کھولے ہوئے ہے
بانگے بر عرش زد م کہ اسی جسد ماجراست ہمیں نشان ہے ہرگز علی العرش استوی (عرش نے عرش پرانی شان عطا کر دی ہے)
فریادت میں تھن کی تلاش میں تجھ تک آیا تیرا یہ حال پایا، عرش نے جواب دیا: مجھے ارشاد کرتے ہیں کہ اے
عرش! اگر میں ڈھونڈتا چاہے تو بایزید کے دل میں تلاش کر لے

سب جسم ہے معزول ذات حق سے

اسلام اور کفر کا پردہ سنبھال برون

الجواب: حدیثوں سے ثابت ہے کہ اللہ عز وجل نے تمام عالم نور حضرت سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے پیدا کیا تو اصل ہر چیز کی نور سرایا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے پس
مرتبہ ایجاد میں بس وہی وہ ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے قصیدہ نوینہ نقیہ میں بکھرا اللہ تعالیٰ اس
نفیس مضمون میں بہت آیات رائقہ لکھے ہیں اظہنا قولی

خالق کل الوجود لا غیریہ نورک کل الوجودی غیرک لم یسألک
(کل کائنات کا خالق تیرا رب ہے نہ کہ اس کا غیر، تیرا نور ہی کل کائنات ہے اور تیرے سوال میں نہیں، اس نے تیرے
ای لہ وجود و لیس موجود اولیٰ یوجد ابداً (یعنی کہیں نہیں پایا گیا، نہ موجود ہے اور
نہ ہی کہیں ہو گا۔ ست) اور مرتبہ وجود میں صرف حق عز وجل ہے کہ ہستی حقیقہ

اسی کی ذات پاک سے خاص ہے وحدت وجود کے جس قدر معنی عقل میں آسکتے ہیں یہی ہیں کہ وجود واحد

لہ اتحاد السادة المتقين کتاب آداب الاخرة والعصبة الباب الثالث دار الفکر بیروت ۲۹۰/۹

لہ تذکرۃ الاولیاء باب ۱۴ ذکر یزید بسطامی رحمہ اللہ مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۰۰

لہ بسائین القفران منظومہ نوینہ فی مدح سید الانبیاء رضا دار الاشاعت لاہور ص ۲۲۳

موجودہ اہل باقی سب مظاہر ہیں کہ اپنی صفات میں اصول و جوہر ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے مگر شے
 هَالِكٌ اَلْاَوْجُهَةُ (ہر چیز فنا کی ہے سو اس کی ذات کے ساتھ) اور ماضیہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو
 قید و عمر و ہر شے خدا ہے یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے اور پہلی بات اہل توحید کا
 مذہب جو اہل اسلام و ایمان حقیقی ہیں۔ یہی کفر و اسلام کا پردہ سنبھالنا ہے۔

شعر نغمہ :
 نکتہ نہیں علم کا فتر آن میں سنایا
 معنی علم کے نکتہ کے اب محال بولو

الجواب : علم کا نکتہ وہ باریک بات کجہ میں نہ آئی یہاں اُس سے مراد ذات پاک باری عزوجل ہے
 کہ ہرگز اُس کی گتہ نہ فہم تصور میں آسکے نہ بیان و کلام میں سمجھ سکے اور اک اس کا محال اور غرض اُس
 میں ضلال و العیاذ باللہ ذی الجلال، قرآن اللہ عزوجل کا کلام اور اُس کی صفت ہے۔ صفت ذات
 میں ہوتی ہے ذات صفت میں نہیں آسکتی ہے

کس نہ دانست کہ منزل گد آن یار کجاست
 (کسی کو معلوم نہیں کہ اس دوست کی منزل گاہ کہاں ہے، بس اتنا جانتا ہے کہ کسی گشتی
 کی آواز آتی ہے۔ ت)

هَذَا وَاللّٰهُ سَبِّحْنَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعَلَيْهِ جَلَّ مَجْدُهُ اَقْرَبُ اَحْكَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔ آمین !

رسالہ
 کشف حقائق و اسرار و دقائق
 ختم ہوا